برداشت نہیں کرسکتا تھا۔ اس فرمان میں قبلہ مولانا صاحب مرحوم اور ہم سب کے لئے یہ الفاظ درج تھے:

''معلوم کردہ شود کہ ایں مردم چیزے کار کردہ می توانند یا ہم ایشان کندہ نا تراش میباشد۔'' (یعنی معلوم کیا جائے کہ یہ لوگ کوئی کام کرسکتے ہیں یا سب کے سب ناکارہ اور ناتراشیدہ لکڑی کی طرح ہیں)

اس فرمان پر امیر حبیب اللہ خان نے جو اس سے پہلے قبلہ مولانا صاحب کو باریابی دے کر ان کی قابلیت اور اہمیت کو دیکھ چکا تھا اور ان کی تحریر اور تجویز کو سراہ چکا تھا، کیسے دستخط کیے؟ یہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ مرزا محمد حسین نے یہ فرمان قبلہ مولانا صاحب مرحوم کو پڑھ کر سنایا اور ان کے ذریعہ سے ہم تک پہنچانا چاہا۔ قبلہ مولانا صاحب مرحوم کو اس بات پر بہت رنج ہوا۔ ہم سب نے بھی افغانی حکام کی کوتاہ اندیشی پر افسوس ظاہر کیا۔ اس کے سوا ہم اس وقت اور کیا کرسکتے تھے؟

رحمت علی زکریا کے فرار ہونے کی وجہ سے ہم پر اور بھی سختی سے پہرہ لگ گیا اور 1918ء کی گرمیاں ہم نے اسی تنگ گھر اور بدبودار کوچہ میں گزاریں۔ اسی سال جنگِ عظیم ختم ہوئی اور دولت عثمانیہ کو شکست ہونے کی وجہ سے ترکی کے حصہ بخرے کئے جانے لگے۔ جب متارکہ کی خبر کابل پہنچی تو مستوفی الممالک نے قبلہ مولانا صاحب مرحوم کو اپنے پاس بلا کر بڑی استہزا کے ساتھ کہا:

''اینہ ترکی تمام شد'' (یعنی ترکی کا تو اب خاتمہ ہوگیا)

قبلہ مولانا صاحب مرحوم کو اس خبر سے جتنا رنج ہوا، اس کو یہاں بیان کرنا میری طاقت سے باہر ہے۔

امیر حبیب اللہ خان کا قتل

امیر حبیب اللہ خان 19-1918ء کے موسمِ سرما کو گزارنے کے لئے اپنی عادت کے مطابق جلال آباد آ گیا اور سردار نصراللہ خان نائب السلطنہ، سردار عنایت اللہ معین السلطنہ، سردار محمد نادر خان سپہ سلار اور ان کے والد اور چچا جو امیر صاحب کے مصاحبان خاص کے لقب سے یاد کئے جاتے تھے، مستوفی الممالک اور دوسرے امرا دربار کو اپنے ساتھ جلال آباد لے گیا۔ قبلہ مولانا صاحب مرحوم کو بھی جلال آباد جانا پڑا اور وہ وزیر مالیات کی نظربندی میں تھے۔ کابل کا گورنر ہمیشہ کے قاعدہ اور رواج کے مطابق سردار امان اللہ خان عین الدولہ کو مقرر کیا۔

سردار محمد نادر خان مرحوم کی روانگی سے دو روز پہلے میں ان سے ملا اور مجھے تعلیم کے لئے یورپ بھیجنے کے بارے میں جو انہوں نے وعدہ کیا ہوا تھا، وہ ان کو یاد دلا کر پھر ان سے یہی گزارش کی۔ اس دفعہ انہوں نے پکا وعدہ کیا کہ وہ جلال آباد سے واپسی پر ضرور میری اس آرزو کو پورا کریں گے لیکن مجھ سے انہوں نے قول لیا کہ میں اس بات کو کسی سے نہ کہوں گا اور جدا ہوتے ہوئے کہا: ''دیکھیں! خدا کو کیا منظور ہے؟''

میں ان سے ہمیشہ اردو ہی میں بات کیا کرتا تھا، کیونکہ وہ ڈیرہ دون میں پلے تھے جہاں ان کے والد اور ان کا خاندان امیر دوست محمد خان کے زمانے میں فرار ہوکر پناہ گزیں ہوا تھا اور وہاں ان کے خاندان کے لوگوں نے اردو بہت اچھی طرح سیکھ لی تھی۔ میں نے اپنے قول پر قائم رہتے ہوئے ان کی ان باتوں کا قبلہ مولانا صاحب مرحوم سے بھی ذکر نہ کیا، حالانکہ میں ان کو ہر طرح کی کارروائی سے خبردار کردیا کرتا تھا۔ اس بات کو خفیہ رکھنے پر ان کا اصرار کرنا اور ان کا چلتے ہوئے یہ کہنا کہ ''دیکھیں! خدا کو کیا منظور ہے؟'' مجھے اس وقت ذرا پرمعنیٰ تو معلوم ہوا تھا لیکن میں اس وقت اس کی پوری اہمیت کو نہیں سمجھ سکا تھا۔ مگر کچھ عرصہ بعد اس کی حقیقت مجھ پر عیاں ہوئی۔ اس کی تفصیل میں آگے چل کر لکھوں گا۔

(جاری ہے)

تاریخ کا ایک ورق

اورنگزیب عالمگیرؒ کا ایک فرمان

حضرت مسیح الاولیاء شیخ عیسیٰ جنداللہ پاتائی ثم برہانپوری المتوفی ۱۰۳۱ھ کا مرقد مبارک "سندھی پورہ" مدھیہ پردیش انڈیا میں آج بھی مرجع خلائق ہے۔ ان کی زندگی میں ہی ان کے فرزند شیخ شہر اللہ رمضان نے پاٹ شریف (ضلع دادو) میں اپنے پیچھے صغیر فرزند شیخ حسن قاری کو چھوڑ کر داعی اجل کو لبیک کہا۔ حضرت شیخ عیسیٰ کو برہانپور میں دوسرے عقد سے بھی اولاد ہوئی، جیسے بابا شیخ محمد (صاحب کتاب مفتاح الصلوٰۃ) اس طرح اس خاندان کی دو شاخیں چلیں۔ ایک برہانپور میں اور ایک سندھ پاٹ شریف میں۔

اورنگزیب عالمگیر مسیح الاولیاء کے عقیدتمندوں میں سے تھے۔ مختلف حکمرانوں کی طرف سے برہانپور میں مقیم اولاد کو جاگیریں ملتی رہیں۔ جب سندھ کے مخدوم عبدالواحد کبیر (۱۰۴۷-۱۱۲۳ھ) سے عالمگیر کی ملاقات دلی میں ہوئی تو اس بزرگ شخصیت کو نہ صرف سیوستان (سیوہن) کا قاضی القضاۃ مقرر کیا گیا، بلکہ ان کو اعزاز کے طور پر معاشی خوشحالی کیلئے ایک جاگیر کا پروانہ بھی عطا ہوا، جس میں مخدوم عبدالواحد کو شیخ عیسیٰؒ کی اولاد میں شمار کرتے ہوئے ان کی علمی قابلیت کا بھی اعتراف کیا گیا ہے۔ مخدوم صاحب پاٹ اور سیوہن کے صدیقی خاندان کے جدامجد ہیں۔ مخدوم عبدالواحد کی اولاد مقیم پاٹ شریف وسیوہن میں قضا کا عہدہ کئی پشتوں تک چلتا رہا۔ اس لئے مخدوم صدیقی خاندان کو قاضی کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے، اور یہی پاٹ شریف کے اصل قاضی بھی ہیں۔

اورنگزیب عالمگیر کے اس فرمان کا ڈاکٹر ہوتچند مولچند گربخشانی نے اصل فارسی متن سے انگریزی ترجمہ کرکے سندھ گزیٹ میں شائع کیا۔ اس کا اصل Original آج بھی مسیح الاولیاء شیخ عیسیٰ اور مخدوم عبدالواحد کی اولاد میں سے مخدوم سلیم اللہ صدیقی پاتائی کے ذاتی کتب خانے میں موجود ہے۔

ڈاکٹر گربخشانی کے ترجمے کے ساتھ میر محمد حسن علی خان ٹالپر، امام علی اسپیشل مجسٹریٹ، حاجی نور محمد خان اور میر ایوب خان کے تصدیقی سرٹیفکیٹ بھی موجود ہیں۔ ہم اصل گزیٹ کے عکس کے ساتھ اردو ترجمہ قارئین و شائقین کے لئے شائع کر رہے ہیں۔

(ادارہ)

حوالہ جات: تذکرہ مشاہیر سندھ - المکتوب الحبیب (قلمی)، قدیم دستاویزات موجود کتب خانہ مخدوم سلیم اللہ صدیقی پاتائی

تاریخ کا ایک ورق

اورنگزیب عالمگیرؒ کا ایک فرمان

حضرت مسیح الاولیاء شیخ عیسیٰ جنداللہ پاٹائی ثم برہانپوری المتوفی ۱۰۳۱ھ کا مرقد مبارک "سندھی پورہ" مدھیہ پردیش انڈیا میں آج بھی مرجع خلائق ہے۔ ان کی زندگی میں ہی ان کے فرزند شیخ شہر اللہ رمضان نے پاٹ شریف (ضلع دادو) میں اپنے پیچھے صغیر فرزند شیخ حسن قاری کو چھوڑ کر داعی اجل کو لبیک کہا۔ حضرت شیخ عیسیٰ کو برہانپور میں دوسرے عقد سے بھی اولاد ہوئی، جیسے بابا فتح محمد (صاحب کتاب مفتاح الصلوٰۃ) اس طرح اس خاندان کی دو شاخیں چلیں۔ ایک برہانپور میں اور ایک سندھ پاٹ شریف میں۔

اورنگزیب عالمگیر مسیح الاولیاء کے عقیدتمندوں میں سے تھے۔ مختلف حکمرانوں کی طرف سے برہانپور میں مقیم اولاد کو جاگیریں ملتی رہیں۔ جب سندھ کے مخدوم عبدالواحد کبیر (۱۰۴۷-۱۱۲۳ھ) سے عالمگیر کی ملاقات دلی میں ہوئی تو اس بزرگ شخصیت کو نہ صرف سیوستان (سیوہن) کا قاضی القضاۃ مقرر کیا گیا، بلکہ ان کو اعزاز کے طور پر معاشی خوشحالی کیلئے ایک جاگیر کا پروانہ بھی عطا ہوا، جس میں مخدوم عبدالواحد کو شیخ عیسیٰؒ کی اولاد میں شمار کرتے ہوئے ان کی علمی قابلیت کا بھی اعتراف کیا گیا ہے۔ مخدوم صاحب پاٹ اور سیوہن کے صدیقی خاندان کے جدامجد ہیں۔ مخدوم عبدالواحد کی اولاد مقیم پاٹ شریف وسیوہن میں قضا کا عہدہ کئی پشتوں تک چلتا رہا۔ اس لئے مخدوم صدیقی خاندان کو قاضی کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے، اور یہی پاٹ شریف کے اصل قاضی بھی ہیں۔

اورنگزیب عالمگیر کے اس فرمان کا ڈاکٹر ہوتچند مولچند گربخشانی نے اصل فارسی متن سے انگریزی ترجمہ کرکے سندھ گزیٹ میں شایع کیا۔ اس کا اصل Original آج بھی مسیح الاولیاء شیخ عیسیٰ اور مخدوم عبدالواحد کی اولاد میں سے مخدوم سلیم اللہ صدیقی پاٹائی کے ذاتی کتب خانے میں موجود ہے۔

ڈاکٹر گربخشانی کے ترجمے کے ساتھ میر محمد حسن علی خان ٹالپر، امام علی اسپیشل مجسٹریٹ، حاجی نور محمد خان اور میر ایوب خان کے تصدیقی سرٹیفکیٹ بھی موجود ہیں۔ ہم اصل گزیٹ کے عکس کے ساتھ اردو ترجمہ قارئین وشائقین کے لئے شائع کر رہے ہیں۔

(ادارہ)

حوالہ جات: تذکرہ مشاہیر سندھ - المکتوب الحبیب (قلمی)، قدیم دستاویزات موجود کتب خانہ مخدوم سلیم اللہ صدیقی پاٹائی

SIND GAZETTE

A true copy of the translation of the document granted by the Emperor Aurangzeb to two former members of the still existing family of Pat in Sind published in the Sind Gazette issue of the 10th April 1913, with a note from the Editor.

" A Sind Souvenir of Aurangzeb. Preservation of an ancient document Sind antiquarians will be interested in the translation which we publish below of an original letter of the Emperor Aurangzeb to two former members of the still existing family of Pat in the Larkana District of Sind. It is specially interesting to note that Mukhdum Abdul Karim, who is in possession of the original letter, is one of the Old Boys of Sind Madresseh.

"The officers of the present time as also the time to come holding their offices in the District of Sevostan (Sehwan) and Pat are hereby apprised that in accordance with the august injunctions of the most fortunate and glorious of the sovereign of time and earth, the Divine medium of all security and protection, the exhibitor of Heavenly Grace, the shadow of God, issued on the most auspicious day of His Majesty's Coronation fifty-one rupees have been assigned as the daily allowance to be paid to Mukhdum Sheikh Abdul-Wahid, Late Chief Justice and the holy Gnostic Sheikh Abdul Kadir, the son and nephew respectively of the Saint of God, the Pole of Poles, the essence of the Divine Sheikh Issa Kassim Sidiki (May the mercy of God be upon him) from the treasury. Since the mind of the Government is in its entirety set upon the furtherance of both the material and spiritual advancement of the Kingdom and whereas the Government ardently desires that persons, of high breeding and noble birth should be maintained in a fortunate and happy plight so as to spontaneously pour forth a devout wish and prayer for the prosperity of the state and the welfare of the Divine representative of God on Earth, the Government is pleased to confer ten thousand bigas of land as a substitute for his daily allowance of Rs 25-8-0 on the holy and the most virtuous of gnostic Mukhdum Abdul Wahid Sidiki to serve as a resource of income for his maintenance. The officers in charge of the District are ordered to deem it incumbent upon them to act in accordance with the above orders and entrust the afore-said amount of land to the same most glorious Mukhdum in the District of Pat. He is to be considered as exempt from all the political matters of the state and no contrary wise measures against the above command are under any circumstance to be adhered to."

I hereby certify that the above is a correct rendering of the original Persian document.

(Sd) H. M. GURBAXHIN, M. A.,
Professor of Persian."

D. G. Sind College, Karachi, March 1915

An authenticated translation of the certificate of His Highness Mir Muhammed Hussain Ali Khan Talpur one of Chief Amirs of Sind recommending the bearer to the Sind Government.

" During the reign of the former rulers of India up to the I reign of the Amir's of Sindh, the Mukhdum Sahibs of Sehwan have been from generation to generation down to Mukhdum Muhammed Sahib esteemed as the most reverend and chosen persons of the time. "

" In recognition of the high regard to which they were held the Emperors of Delhi the Kalhoras and Talpur rulers of Sindh conferred high titles of honour of reverence. and of respect on them made grants of land to them and exempted them from local taxation. "

According to the Sanads in their possession their rights are proved. It will therefore be befitting if the British Government considering the past respect and rights of the said Mukhdum Sahid's family make due provision for Mukhdum Mian Ahmed and Mukhdum Habibullah who belong to the family of the Mukhdums mentioned above."

Dated 7th July 1877.

(Signed) MUHAMMED, HUSSAIN ALIKHAN.

True Translation.

I certify that the above is a true translation of the original Persian as I have compared the Sindhi translation given to me by Mr. Khushiram Khatanmal, Pleader with the original and I am satisfied that it is correct.

Dated 6th July 1893

(Signed) IMAM ALI,
Special Magistrate.
Second Class, Hyderabad Sind.

True Translation.

The original Persian certificate addressed to the British Government dated 7th July 1877 is given by my father Mir Muhammed Hussain Ali Khan and it bears his signature and seal.

(Signed) HAJEE NUR MUHAMMED KHAN

A true copy of the certificate given by Mir Ayub-Khan Jam Mir Khan of Las-Bela Bar-at-Law *vice* President of Karachi Municipal School Board, and Persian vice-Consul to Makhdum Naruddin Mahomed Anwar of Pat.

Karachi, February 2nd 1915.

" I have known Mr. Noorudin Mahomed Anwar Sidiki for some years. He belongs to the distinguished family of the Mukhdums of Pat in Sehwan Sub-Division who are looked upon with reverence by the Mahomedans of this Province. Even the Mughal Emperors of Delhi respected this family and gave them grants-in-aid and lands. Any encouragement official or otherwise given to a member of this noble family and specially to Mr. Sidiki whose career at School and College has been such a successful one would only be a step in the right direction.

Personally I have a great liking for this bright youngman and wish him every success in life.

(Sd). MIR AYUBKHAN,
Bar-at-Law.